مثالی ازدواجی زندگی

کے سنہری اصول

خوشگوار اور کامیاب
ازدواجی زندگی
گزارنے کے لئے
رہنما کتاب

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوہر کیلئے دس سنہری اصول

از افادات

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت مفکرِ اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کیلئے دس سنہری اصول

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

و من ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل

بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ○

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ○ و سلام علی المرسلین ○

والحمد للہ رب العالمین ○

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم

گزشتہ کل یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خاوند کو اپنے گھر میں کیسے زندگی گزارنی چاہیے۔ اس بارے میں دس خطرناک غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جو عموماً شوہروں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی وجہ سے گھر کی زندگی پر ناخوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔ آج کی اس محفل میں دس سنہری اصول تفصیل سے بیان کیے جائیں گے کہ جن پر اگر خاوند حضرات عمل کرنا شروع کر دیں تو گھر کی زندگی پرسکون اور خوشگوار ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں ظاہر میں چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں۔ مگر چھوٹی باتوں سے ہی بعد میں جھگڑے بن جاتے ہیں۔ جس طرح پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر بنا۔ لا تحقرن صغیرۃ ان الجبال من الحصیٰ چھوٹی غلطی کو چھوٹا مت سمجھو

اس لئے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر پہاڑ بن جاتا ہے۔ تو یہ باتیں بظاہر میں معمولی نظر آئیں گی لیکن حقیقت میں ان کا انسانی زندگی کے اوپر بہت Impact (اثر) ہوتا ہے۔ آپ آج سے ان پر عمل کرنا شروع کریں پھر دیکھیں کہ آپ کی ازدواجی زندگی پر کتنے خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔

(۱) ہمیشہ مسکراتے ہوئے گھر میں آئیں

اس کو اپنی زندگی کا اصول بنالیں کہ جب بھی گھر میں داخل ہوں مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ داخل ہوں۔ یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے اور اہل خانہ کو سلام کرتے۔ یہ بظاہر معمولی بات نظر آتی ہے لیکن اس کی برکات کا تجربہ کئی دفعہ ہوا۔

مسنون عمل نے طلاق سے بچالیا

ایک مرتبہ کراچی کا ایک جوڑا اس عاجز کے پاس آیا۔ دونوں کی شادی کو چھ سال گزر چکے تھے۔ دونوں سلسلے میں بیعت تھے اور دونوں نیک ذہن کے تھے۔ انہوں نے مل کر بات کی کہ ہم آپس میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ گزارا مشکل ہے۔ لیکن ہم اپنے والدین کو ابھی تک یہ بات نہیں بتا سکے۔ ہم نے سوچا کہ پہلے اپنے حضرت صاحب کو بتا دیتے ہیں تاکہ آپ کے علم میں رہے اور کل کو آپ ہم سے ناراض نہ ہوں، اب ہم دونوں مل کے آئے ہیں تاکہ آپ کو اس صورت حال کی اطلاع دے دیں۔

جب اس عاجز نے ان سے پوچھا کہ بھئی معاملہ کیا بنتا ہے تو ان کی تھوڑی دیر

کی بات چیت سے پتہ یہ چلا کہ ان دونوں کے درمیان جھگڑے کی ابتدا یہ ہوتی ہے کہ خاوند کا کاروبار آج کل اچھا نہیں تھا کیونکہ ملکی معاشی حالات کی وجہ سے اکثر لوگوں کے کاروبار دباؤ کا شکار تھے۔ اب چونکہ خاوند کا کاروبار اچھا نہیں تھا، وہ اپنے بزنس سے مطمئن نہیں۔ کوشش کرتا ہے لیکن کام نہیں چلتا۔ لینے والے جو ہیں وہ پیسے مانگتے ہیں لیکن اس کے پاس ہوتے نہیں۔ چنانچہ جب وہ گھر آتا تو اسی فکر اور سوچ میں ہوتا، لہٰذا وہ بیوی سے بات کرتا نہ کوئی اسے زیادہ وقت دیتا بلکہ طبیعت کے اندر چڑ چڑا پن ہوتا۔ کاروبار اچھا نہ ہونے کی وجہ سے ذرا سی کوئی بات ہوتی تو بس غصہ اپنے بچوں پر یا بیوی پر نکالتا۔ ادھر بیوی کا یہ حال کہ وہ اپنے میاں کے لئے کھانا تیار کرتی اور دو دو گھنٹے اس کی انتظار میں بھوکی رہتی کہ میاں آئے گا تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں گی۔ اب جو عورت دو گھنٹے سے گھر میں بھوکی بیٹھی ہو کہ میرا میاں آئے گا تو اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤں گی اور وہ میاں گھر آئے تو اس کا منہ بنا ہوا ہو اور ناراض ناراض ہو تو بیوی تو یہی سمجھے گی کہ شاید اسے مجھ سے کوئی دلچسپی اور تعلق ہی نہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا شروع ہو جاتا۔ جب چنگاری بھڑک اٹھے تو پھر تو آگ کے شعلے بھڑکتے دیر نہیں لگتی۔ بہر حال اس عاجز نے اس میاں سے کہا کہ آپ نے جو اپنے والدین کو بتانا ہے اس میں چھ مہینے تاخیر کر لیں اور چھ مہینے ایک نصیحت پر عمل کریں، مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کرنے سے آپ کی مشکلات کا حل نکل آئے گا۔ وہ کہنے لگے، وہ کیا نصیحت ہے؟ میں نے اس میاں سے کہا' دیکھو! نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے، اپنے اہل خانہ کو سلام کرتے۔ آپ کی زندگی اس سنت سے خالی نظر آتی

ہے جس کی تو اس وجہ سے آپ پر یہ مصیبت پڑ رہی ہے۔ اس سنت پر عمل کرو، وعدہ کرو کہ جب بھی گھر میں داخل ہو گے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہو گے اور اہل خانہ کو سلام کرو گے۔ اس نے کہا حضرت یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔ اس عاجز نے کہا بات چھوٹی سی ہے۔ مگر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت ہو گا جب آپ اس پر عمل کریں گے۔ اگر آپ کا کاروبار اچھا نہیں تو اس کے جھگڑے دفتر تک رکھیے دکان تک رکھیے، گھر والوں کا اس میں کیا قصور ہے ان کو تو محبت بھری زندگی چاہیے۔ لہٰذا آپ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچیں تو کاروبار کے جھگڑے ختم کر دیں اور گھر کے اندر مسکراتے ہوئے اور ہشاش بشاش چہرے سے داخل ہوں، بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور اس کو سلام کریں، یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے، پھر اس کی برکت دیکھنا۔ چنانچہ کیا ہوا کہ وہ جوڑا گیا۔ مشکل سے ایک ہفتہ گزرا ہو گا کہ بیوی کہنے لگی کہ حضرت یہ زندگی کا ہفتہ ایسے گزرا جیسے نئی شادی کے بعد میاں بیوی کا ہفتہ گزرتا ہے اور ہم دونوں اس نتیجے پر پہنچے ہیں جتنا ہم ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اتنا کوئی بھی نہیں چاہتا، ہم کبھی زندگی میں Separation (علیحدگی) کا نام بھی نہیں لیں گے۔ گھر جو اس قدر پریشانیوں کا مرکز بن گیا تھا نبی علیہ السلام کی ایک سنت پر عمل کرنے سے وہ خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔

شیطان کو گھر میں داخل ہونے سے روکیں

خاوند کو چاہیے جب بھی گھر میں داخل ہو باہر کے جھگڑے باہر دفن کر کے آئے۔ گھر والوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا کہ کسی کا قرض دینا ہے، کسی نے پریشان کیا ہوا ہے، کاروبار نہیں چل رہا وغیرہ وغیرہ۔ اس میں بیوی بیچاری کا کیا

قصور، لہٰذا ان جھگڑوں کو خاوند باہر دفن کر کے پھر گھر میں قدم رکھے اور جب گھر میں قدم رکھے۔ تو نبی علیہ السلام کی مبارک سنت کے مطابق چہرے پر خوشی ہو مسکراہٹ ہو۔ اپنی بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے اور اس کو سلام کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے گا اور سلام کرے گا۔ تو پھر خوشیوں کا جواب خوشیوں سے ملے گا اور گھر کے اندر اس طرح شیطان کو داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔

لوگ گھر میں داخل ہوتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا اور گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھنا بھول جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی مرد گھر میں داخل ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ مسنون دعا گھر میں داخلے کی پڑھ لے تو شیطان پیچھے رہ جاتا ہے اور اگر وہ نہ پڑھے تو شیطان ساتھ داخل ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ تو پہلا اصول یاد رکھیں کہ خاوند جب بھی گھر میں داخل ہو تو مسکراہٹ والے چہرے کے ساتھ محبت کی نظر سے بیوی کو دیکھے سلام کرے۔ اس کی خیر خیرت دریافت کرے بس یہ دو منٹ کا حال چال پوچھنا باقی جتنا وقت گھر میں گزرے گا اس کے لئے خوشیوں کا سبب بن جائے گا۔

(۲) بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کریں

دوسری بات یہ ہے کہ گھر میں بیوی کوئی اچھے کام کرے تو خاوند اس کو ضرور Appriciate کرے، اس کی تعریف کرے۔ مثلاً کھانا اچھا بنایا اس نے گھر کو صاف ستھرا رکھا ہے، چیزوں کو اچھی طرح اور خوب سیٹ کیا ہے اور گھر دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے، ہر کام اپنے اپنے وقت پر مکمل ہے۔ تو خاوند کو چاہیے کہ بیوی

کے اچھے کام کی تعریف کرے۔ اگر غلطی کی تنقید کرنے سے خاوند نہیں چوکتا تو پھر تعریف کرنے سے کیوں چوک جاتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ کوئی اچھا کام کرے تو وہ چاہتا ہے کہ میری تعریف ہو۔ چنانچہ بیوی بھی جب گھر میں سارا دن کبھی کوئی کام کررہی ہے کبھی کوئی کام کررہی ہے اور اس لئے کررہی ہے کہ میرے خاوند کا گھر اچھا ہو، ہر چیز وقت پر تیار ہو تو اس کی محنت کا اتنا صلہ تو اسے ملنا چاہیے کہ خاوند اپنی زبان سے چند تعریفی جملے بول دے کہ ہاں یہ کام بہت اچھا کیا۔ مثلاً آپ نے کھانا بہت اچھا بنایا، اب یہ کھانے کی تعریف کرنا سنت بھی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے جب کھانا آتا' اگر تو کھانا ناپسند ہوتا تو آپ خاموش رہتے اور آپ کھانا ہٹا دیتے مگر زبان سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ لیکن کھانا اچھا ہوتا تو نبی ﷺ فرماتے تھے کہ کھانا بہت اچھا ہے۔ یعنی پکانے والے کو Words of Encouragement (حوصلہ افزائی کے کلمات) مل جاتے تھے۔ اسی طرح اگر گھر کے اور کام کاج ہیں تو ان کاموں کی بھی تعریف کرے کہ آپ نے میرے کپڑے وقت پر تیار کئے، آپ نے وقت پر بچوں کو تیار کرکے بھیج دیا ہے، وقت پر بچوں کی ہر چیز تیار ہوتی ہے، تو جو اچھے کام ہیں ان کو اچھا کہنے میں کیا رکاوٹ ہے...... پتہ نہیں خاوندوں کی زبان کیوں گنگ ہو جاتی ہے۔ وہ اچھے کاموں کے بارے میں ایک لفظ نہیں بولتے اور جہاں ذرا سی کوئی کمی کوتاہی نظر آتی ہے۔ وہاں تنقید کرنے سے باز نہیں آتے۔ یہ انتہائی ناانصافی کی بات ہے اور اسی ناانصافی کی وجہ سے گھر میں پریشانیاں آتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا طریقہء اصلاح

اصول یہی ہے کہ اگر برے کام پر تنقید کرنی ہوتی ہے تو اچھے کام کی تعریف بھی کرو۔ جس عورت کی دو کاموں تعریف ہوگی، اگر دو کاموں میں تنقید بھی کردی

اور ڈانٹ بھی پلا دی تو وہ عورت خوشی کے ساتھ اس ڈانٹ کو برداشت کر لے گی اور آئندہ اپنی اصلاح کی پوری کوشش کرے گی۔ نبی علیہ السلام کا طریقہ کار یہی تھا۔ ایک صحابی تھے، تہجد کی نماز میں اٹھنا ان کے لیے مشکل تھا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کو بلایا اور نام لے کر فرمایا کہ یہ آدمی بڑا ہی اچھا ہے مگر تہجد کا پابند ہو تو کیا ہی بات ہے۔ تو محدثین نے لکھا کہ نبی علیہ السلام نے ان کو تہجد کے بارے میں کہنا تھا لیکن Direct (سیدھا) نہیں کہا کہ تم تہجد نہیں پڑھتے بلکہ اسے بلا کر پہلے تعریف کی کہ یہ تو نوجوان بہت اچھا ہے، کیا مزہ ہو کہ یہ تہجد کا بھی پابند بن جائے۔ اب دیکھیں بات تو وہی کرنی تھی مگر اس انداز سے بات کی کہ دوسرے کے دل میں اتر گئی۔ اسی طرح جب بیوی گھر میں اچھے کام کرتی ہے تو اس کی تعریف کرے پھر جو کام کمی یا کوتاہی کے ہیں ان کی جب آپ نشان دہی کریں گے۔ تو آپ کی بات خانے میں بیٹھ جائے گی اور وہ بڑی جلدی آپ کی بات کو قبول کر لے گی۔ یہ بہت بہترین اصول ہے کہ انسان اچھے کام کی تعریف کرے پھر اس کی تنقید سنی جاتی ہے اور برداشت کی جاتی ہے۔ اور جب تعریف کرنے میں زبان گنگ ہو تو پھر اس کی تنقید بھی اچھی نہیں لگتی اور اس طرح گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے کہ اسے تو میرے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

جانوروں کی تربیت کا سائنٹفک اصول

آجکل تو سائنس نے بھی یہ بتا دیا کہ جانوروں کو بھی Appreciate کیا جائے تو وہ بھی اچھا کام کرتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ جانوروں کو ٹریننگ دیتے ہیں ذرا ان سے پوچھ کر دیکھیے۔ ان کا بھی ایک ہی طریقہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ڈالفن مچھلی کو تیراکی کے کرتب سکھانے کیلئے Trainer (سکھلانے والا) عجیب طریقہ

کار اختیار کرتے ہیں۔ دیکھنے میں عجیب سا کام ہے کہ ایک انسان کے اشارے پر یا آواز پر وہ ڈالفن مچھلی پانی میں سے چھلانگ لگا کر کتنے فٹ اونچا ایک فٹ بال لٹکا ہوتا ہے اس کو کک لگا دیتی ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے کہ جیسے ہی اس نے کک لگائی اسی وقت وہ اپنے ٹریز کے پاس آتی ہے اور ٹریز فوراً اس کے منہ میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ڈال دیتا ہے۔ یہ کیا ہے یہ اسے Appreciation مل رہی ہوتی ہے۔ تو ایک ہی اصول سب جگہ ہے۔ کہ جب کوئی کام ٹریز کی مرضی کے مطابق کر دیتے ہیں۔ ٹریز ان کو Appreciate کر دیتا ہے، انعام دے دیتا ہے اور اس انعام کے پیچھے حیوان بھی انسانوں والے کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ حیوان بھی Appreciation کے بعد انعام کے بعد انسانوں کی طرح باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے طوطا ہے۔ طوطا بولتا تو نہیں ہے۔ لیکن لوگ اس کو ٹرینڈ کرتے ہیں تو طوطا آنے جانے والوں کو السلام علیکم کہتا ہے۔

ہم امریکہ میں ایک گھر میں داخل ہوئے تو داخل ہوتے ہی کسی نے سلام کیا۔ ایسی آواز تھی کہ ہم حیران ہی ہو گئے۔ ہم نے کہا تو سہی وعلیکم السلام لیکن ہمیں آگے پیچھے کوئی بندہ نظر نہ آیا۔ بڑے حیران ہوئے۔ صاحب خانہ سے پوچھا تو اس نے مسکرا کے پنجرے کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہاں ایک طوطا تھا۔ وہ آنے والوں کو السلام علیکم کہتا تھا اور جانے والوں کو وہ گڈ بائے کیا کرتا تھا۔ اتنا عجیب کہ انسان حیران ہو جائے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے اسے یہ کیسے سکھا دیا۔ وہ کہنے لگا کہ جی پرندوں کو Trained (سکھانے) کرنے کا آسان دستور یہ ہے کہ اس کو ایک کام کہیں اور اگر یہ اس کو کر لے تو اس کو انعام دیں۔ اس کو Appreciate کریں چنانچہ جب پہلی مرتبہ اس نے کوئی لفظ ٹھیک بولا تو میں نے اس کو پیار کیا اور دانہ کھلایا۔ تو پھر اس نے میری بات کو قبول کرنا شروع کر دیا۔

یہاں سے پتا چلا کہ جب حیوانوں کو انسان Appreciate کیکرتا ہے اور ان کو Reward (صلہ) دیتا ہے تو حیوان بھی انسانوں والے کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ پھر انسان تو بالآخر انسان ہے۔

اگر خاوند اپنی بیوی کو Appericiate کرے گا اور گھر کے اندر اچھے کام کرنے پر اس کو وقتاً فوقتاً ہدیہ اور تحفہ دے گا۔ تو پھر بیوی کیوں نہیں اچھے کام اور زیادہ کرے گی، بلکہ وہ تو چاہے گی کہ میں اپنے میاں کا دل زیادہ سے زیادہ خوش کروں۔ لہٰذا اس بات کو ذہن میں رکھئے اور بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ کسی دن باہر سے گھر آتے ہیں اور آپ کی بیوی گھر میں نماز پڑھنے کے بعد مصلے پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی ہے۔ یا مصلے پر بیٹھی قرآن مجید پڑھ رہی ہے، اب اتنا لفظ کہہ دینا کہ تم مجھے مصلے پر بیٹھی بہت پیاری لگتی ہو۔ اس میں کتنی دیر لگتی ہے۔ شاید تین سیکنڈ نہیں لگتے لیکن اتنے الفاظ کہہ دینے سے آپ دیکھیں گے کہ آپ کی بیوی مصلے پر بیٹھنے کا پکا معمول بنالے گی۔ جب اس کے دل میں یہ ہوگا کہ اس بات سے میرا میاں خوش ہوتا ہے تو وہ تو اس کام کو اور زیادہ خوشی کے ساتھ کرے گی۔ اب دیکھئے تین سیکنڈ کا ایک فقرہ آپ کی بیوی کی زندگی کے رخ کو دوسری طرح موڑ دیتا ہے۔ وہ بے چاری گھنٹوں بیٹھی عبادت کرے گی۔ اس خوشی میں کہ میرا میاں مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ آپ نے تو تین سیکنڈ کا ہی فقرہ بولا کہ مجھے مصلے پر بیٹھی آپ بڑی پیاری لگتی ہیں۔ بس اتنا سا فقرہ کہہ کر آپ نے بیوی کا دل جیت لیا اور بیوی کو نیکی کے راستے پر آپ نے مزید پکا کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کے اچھے کاموں کی تعریف کرنی چاہیے تا کہ دوسرا بندہ اس کام کو پھر اور زیادہ محبت اور پیار سے کرے۔

(۳) بیوی کے کاموں میں دلچسپی لے

ایک تیسرا سنہری اصول یہ ہے کہ گھر کے کئی کام کاج ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں مرد اتنا دھیان اور توجہ نہیں دیتے۔ لیکن کم از کم وہ کام جس میں عورت کی اپنی ذات کا دخل ہو، عورت کی اپنی سہولت کا دخل ہو، عورت کے آرام کا دخل ہو، ایسے کاموں میں مرد کو ضرور کچھ نہ کچھ توجہ کرنی چاہیے۔ یہ اصول بنا لیجئے کہ کم از کم بیوی جہاں روزانہ کام کرتی ہے وہاں کھڑے ہو کر ذرا کچن کی صفائی دیکھ لی جائے اور کہہ دیا جائے کہ۔ آپ نے یہ بھی اچھا کیا ہے۔ اور اگر آپ کے دل میں کوئی مشورہ آتا ہے تو آپ خود بتائیں کہ اس کو یوں کر لیا کریں۔ اگر تھوڑی سی آپ دلچسپی لیں گے تو وہ یوں محسوس کرے گی کہ میرے کام کو بہت زیادہ پسند کیا گیا ہے اور میری ذات میں دلچسپی ہے، اسی لئے میرا میاں مجھے ان باتوں کے اندر مشورہ دیتا ہے۔

ایک خاوند کی ذہانت

ایک خاوند صاحب ذرا زیادہ ہی ذہین اور چالاک تھے۔ جب انہوں نے گھر بنایا تو گھر کے پورے نقشے کو بیوی کے سپرد کر دیا کہ جیسے آپ کہیں گی ویسے ہی گھر بنے گا مگر ایک چیز میں اپنی پسند کی بناؤں گا۔ اس نے کہا' وہ کیا؟ کہنے لگے کہ کچن میں اپنی پسند کی بنواؤں گا۔ کہنے لگی' وہ تو عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ کہنے لگے' اسی لئے تو میں بنواؤں گا کہ تم نے زیادہ وقت وہاں گزارنا ہے اور تمہاری سہولت کا مجھے خیال رکھنا ہے۔ اب بتایئے کہ دو فقرے تھے۔ ان دو فقروں سے بیوی کو ایسی تسلی ملی کہ جہاں میں نے سارا دن کام کرنا ہے۔ میرا میاں کہہ رہا ہے کہ وہ تو میں اپنی پسند کا بنوا کر دوں گا اور تیری ایک ایک چیز کا خیال رکھوں گا۔ چنانچہ سارا گھر

س نگر کچن کی چیزیں خاوند خود خرید کر لائے اور اس کا ڈیزائن ایسا بنوایا کہ بیوی کو کام میں آسانی ہو۔ تو اب کیا ہوا کہ سارے گھر میں جب بھی بیوی کچن میں داخل ہوتی اسکو ہر چیز دیکھ کر خوشی ہوتی کہ یہ ڈیزائن میرے میاں نے پسند کیا اور یہ چیز میرا میاں پسند کر کے لایا۔

تو معلوم ہوا کہ گھر کے کام کاج میں سے بالخصوص جو کھانے پکانے کا کام ہے جو عورت ہی ہمیشہ کرتی ہے۔ اس میں تھوڑا سا خاوند کی دلچسپی لے لینا، اس کے بارے میں پوچھ لینا کوئی ضرورت کی چیز ہے تو لا کر دے دینا۔ اس سے عورت کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرا خاوند میری ضرورت کو ضرورت سمجھتا ہے اور میری تکلیف کو تکلیف سمجھتا ہے اور مجھے راحت پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ جب تم اس طرح تھوڑا سا اس کے ساتھ Share کرو گے تو کیا ہوگا؟ بیوی کے دل میں خوشی ہوگی کہ میں اکیلی نہیں اور میرا خاوند میرے ہر کام پر نظر رکھتا ہے۔ اور کم از کم مجھے اس کی تائید حاصل ہے اور مجھے اس کی ہیلپ نصیب ہے اور مجھے اس کی Coverage (سرپرستی) حاصل ہے۔ اسی سے عورت کے دل میں خاوند کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ بیوی کی ضروریات کا خیال خاوند نہیں کرے گا تو پھر آسمان سے جبرئیل علیہ السلام تو نہیں آئیں گے۔ ضرورت تو خاوند کی ہے فرض بھی اسی کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اہلخانہ کی ضروریات کی فکر رکھتے تھے

کیوں نہیں سوچتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ان کی بیوی بیمار حالت میں ہیں۔ اسے سردی لگی۔ اور وقت کے پیغمبر آگ ڈھونڈنے کے لئے چل پڑے۔ پروردگار کو پسند آئے اور ان کو نبوت سے سرفراز فرما دیا۔ تو معلوم ہوا کہ وقت کے پیغمبر علیہ السلام بیوی کی ضروریات کا اتنا خیال کرتے ہیں۔ تو ہم بھی اپنے رب

کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ بیوی کی ضرورت کو سمجھیں۔ یہ وہ عورت ہے جس نے ایک بندے کی خاطر اپنے بھائی کو چھوڑا، ماں باپ کو چھوڑا، ماں باپ کو چھوڑا۔ اب اگر وہ بندہ بھی اس کی ضرورت کا خیال نہیں رکھے گا تو پھر دنیا میں اس کا کون ہوگا۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک سنت تھی کہ کبھی کبھی گھر میں آٹا گوندھ دیتے تھے۔ اللہ کے پیارے پیغمبر جو انسانوں کو دین سکھانے کے لئے آئے، ان کا گھر میں آٹا گوندھنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ اس میں خاوندوں کے لئے بہت بڑا Message (پیغام) ہے کہ نہیں بیوی کی ضرورت کو ضرورت سمجھو۔ لہٰذا عاجز یہ تو نہیں کہتا کہ آپ جا کر ذرا روٹیاں ہی پکا دینا۔ مگر یہ ضرور کہتا ہے کہ اگر کچن کے کام اچھے ہو رہے ہیں تو کم از کم اس کو دو لفظ اچھے کہہ دیجئے کہ ماشاء اللہ آپ نے یہ کام اچھا کیا۔ یا مثلاً کچن میں کسی چیز کی ضرورت ہے۔ عام طور پر مرد لوگ اس کو Neglect (نظر انداز) کر دیتے ہیں جبکہ عورت کو روزانہ مصیبت پیش آتی ہے۔ مثلاً اس نے کہا کہ مجھے تو فلاں چیز کی ضرورت ہے، کھانا بناتے ہوئے فلاں چیز میرے پاس نہیں ہوتی۔ ٹوٹ گئی یا نہیں ہے۔ تو آپ اگر اسے بھول جائیں گے اور بار بار یاد دلانے کے باوجود آپ کئی دن تک نہیں لائیں گے۔ تو پھر عورت تو یہی سمجھے گی کہ اس کو تو گھر کے کاموں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں۔ تو کم از کم کچن کی وہ چیزیں جو جائز ضروریات میں داخل ہیں۔ ان کو ضرور بروقت لا کر دے دیا کریں اور اس میں دلچسپی لے لیا کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ بیوی کے اوپر اس کا مثبت اثر پڑے گا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ایسی پیاری بیٹی ہیں جن کو خاتون جنت کہا گیا۔ وہ اپنے گھر میں روٹیاں پکا رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے

محبوب گھر میں داخل ہوئے۔ فرمانے لگے' فاطمہ! روٹیاں پکا رہی ہو تو چلو ایک روٹی میں بھی تمہیں بنا کر دیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے آٹے کا پیڑا بنایا۔ اور گول بنا کر ان کو دے دیا اور فرمایا کہ تم یہ روٹی تنور کے اندر لگا دو۔ چنانچہ انہوں نے لگا دی۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ اب دیکھئے کہ اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنی بیٹی کو یہ کام کرتے دیکھا اور آپ نے پیڑا بنا کر دے دیا۔ دیکھنے میں تو یہ معمولی سا کام ہے مگر اس میں نفسیات داخل ہے۔ اس کو کتنی خوشی ہوئی ہوگی کہ میرے ابو تشریف لائے، میرے پاس تھوڑی دیر بیٹھے اور انہوں نے بھی ایک پیڑا بنایا۔ مگر ہوا کیا کہ تھوڑی دیر کے بعد سیدنا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ساری روٹیاں تیار کر کے نکال لیں۔ مگر پھر بار بار تنور کو دیکھے جا رہی ہیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا' بیٹی! کیا دیکھ رہی ہو۔ عرض کیا' اے اللہ کے محبوب! ایک روٹی ایسی ہے جس کا آٹا کچا ہی ہے پک ہی نہیں رہا۔ نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمانے لگے، ہاں جو پیڑا میں نے تمہیں بنا کر دیا، آگ اس کو جلا نہیں رہی کیونکہ اس کو میرے ہاتھ لگ چکے ہیں اس کو سوچنے کی بات ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب نے اپنی بیٹی کے کام اس طرح حصہ لیا تو بیٹی کو کتنا سکون ملا ہوگا۔

نتیجہ کیا کہ بیٹی کو اپنے والد سے اتنی محبت تھی اور والد اپنی بیٹی کی اتنی عزت کرتے تھے کہ بیٹی ملنے آتی تو والد کھڑے ہو کر ملا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام گھر میں موجود تھے اور سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں۔ کہنے لگیں' اے اللہ کے نبی! کئی دن سے ہمارے گھر میں فاقہ تھا' حضرت علی ؓ آج کچھ پیسے لائے میں نے روٹیاں بنائیں۔ ایک روٹی میں نے اپنے لئے، ایک ان کے لئے اور ایک بچوں کے لئے بنائی۔ اپنی روٹی جب میں کھانے لگی تو میرے دل میں خیال آیا، فاطمہ! تم تو روٹی کھا رہی ہو، کیا پتہ تمہارے والد گرامی کو کھانا ملا یا

نہیں ملا۔ ابو! میں نے آدھی روٹی کھالی اور آدھی میں اپنے چادر کے کونے میں باندھ کر آپ کے لئے میں ہدیہ لائی ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے نبی علیہ السلام نے وہ آدھی روٹی لی اور اس کا ایک ٹکڑا اپنے منہ میں ڈالا اور فرمایا، اے بیٹی! قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضے میں تمہارے والد کی جان ہے، آج تیسرا دن ہے میرے منہ میں روٹی نام کی کوئی چیز نہیں گئی۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب باپ ایسے محبت دیتا ہے تو پھر بیٹی میں بھی ایسی محبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بیٹی ہر کسی کو نصیب فرمادے۔ تو بتانے کی بات یہ تھی کہ عورتوں کے یہ کام دیکھنے میں چھوٹے نظر آتے ہیں مگر اس کے پیچھے بہت بڑی نفسیات ہے۔ آپ اگر تھوڑا سا اس کے ساتھ Cooperate (تعاون) کر دیں گے، دو لفظ بول دیں گے، محبت کی نظر سے اس کے کام کو دیکھ لیں گے اور کچن کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کر دیں گے تو پھر کیا ہوگا کہ اس عورت کے دل میں محبت بڑھے گی کہ میرے میاں میرے کام کو پسند کر رہے ہیں۔ اس کے دل میں ایک تسلی ہو جائے گی۔

(۴) کبھی بیوی کو ہدیہ اور تحفہ دیا کریں

چوتھا سنہری اصول یہ ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً اپنی بیوی کو ہدیہ اور تحفہ دیتا رہے۔ ہم نے تجربے سے یہ بات دیکھی کہ جب منگنی ہو جاتی ہے اور نکاح کا انتظار ہوتا ہے تو اس وقت اپنی منگیتر کو اتنے ہدیے بھیجتے ہیں کہ بھرمار کر دیتے ہیں اور جب نکاح ہو جاتا ہے تو پھر اسے سال بعد بھی ہدیہ دینا یاد نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بیوی کو وقتاً فوقتاً چیزیں لے کر تو دینی ہوتی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ کہے آپ خود Initiative لے لیں۔ اپنے ذہن میں سوچیں کہ کون سی چیز اس کی ضرورت کی ہے اور کون سی چیز اس کو زیادہ پسند ہے۔ اگر وہ چیز آپ ازخود لے کر

آئیں گے تو پھر بیوی کی خوشی کی انتہا نہ ہو گی۔
دینا تو ہوتا ہی ہے لیکن بیوی جھگڑ کرلے تو پھر کیا فائدہ۔ بیوی بار بار کہہ کر کچھ لے تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس نے لڑائی جھگڑا کر وا کر کوئی کپڑے بنوا لیے یا۔ زیور بنوا لیے۔ اس طرح آپ نے ہزاروں بھی خرچ کر دیئے تو اس کا کوئی Impact (اثر) نہیں ہو گا۔ لیکن بغیر کہے اور بغیر مانگے اپنی محبت سے آپ نے معمولی سی چیز بھی بیوی کو تحفہ دے دی تو وہ اس کو بہت بڑی نعمت سمجھتی ہے۔

تحفہ دینا نبی علیہ السلام کی سنت ہے

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تھادوا تحابوا (تم آپس میں ہدیہ دو اس سے محبت بڑھے گی)۔ اب ہدیے کا یہ مطلب نہیں کہ مرد فقط مردوں کو ہی ہدیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ بیوی تو زندگی کی ساتھی ہے اسکو بھی ہدیہ دینا چاہیے۔
جب نبی علیہ السلام نے فرمادیا کہ تھادوا تحابوا تم ہدیہ دو گے تو محبت بڑھے گی۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک سنہری اصول ہے جو دو لفظوں میں اللہ کے محبوب ﷺ نے سمجھا دیا۔ چونکہ میاں اور بیوی میں محبت مقصود ہے، لہٰذا اپنی بیوی کو چھوٹی سی چیز ہدیہ دے دیا کرو۔ کہتے ہیں۔

It is not the thing which count it is thout

چیز کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس سوچ کو دیکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہدیہ دیا ہے

خاوند کا تحفہ بیوی کو یاد رہتا ہے

آپ کی چیز بہت قیمتی ہے یا کم قیمتی ہے اس سے بیوی کو کوئی غرض نہیں۔

غرض تو اس کو اس سے ہے کہ میرے میاں نے مجھے تحفہ اور ہدیہ لا کر دیا۔ ضروری ہی نہیں ہوتا کہ ہر تحفہ بڑا قیمتی ہو تب تحفہ بنتا ہے بلکہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی تحفہ بن جاتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی چیز اپنی بیوی کو دیتے رہنا گھر میں محبت کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہیں لے کر جانا تھا۔ جہاں زیورات پہن کر جانا مناسب نہیں تھا، محفوظ نہیں تھا۔ بیوی نے بھی کہا کہ ہاں مجھے زیور نہیں پہننے خاوند نے بھی کہا نہیں پہننے۔ بیوی نے سارے زیور اتار دیئے مگر ایک لاکٹ اس نے لے کر پھر گلے میں پہن لیا۔ کہنے لگی یہ تو میں ضرور پہن کر جاؤں گی۔ میاں نے پوچھا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ وہ کہنے لگی کہ آپ کو تو یاد نہیں مجھے یاد ہے۔ اس نے کہا کیا بات؟ کہنے لگی۔ یہ وہ لاکٹ ہے جو آپ نے مجھے شادی کی پہلی رات پہنایا تھا۔ میں کبھی اس کو اپنے سے جدا نہیں کرتی۔ سارا زیور میں دے سکتی ہوں۔ لیکن اس لاکٹ کو میں سینے سے لگا کر رکھوں گی۔ اس لاکٹ میں محبت کا پیغام ہے جو پہلی ملاقات میں آپ نے مجھے دیا تھا۔ اس سے اندازہ کیجئے۔ کہ بیوی اپنے میاں کے تحفہ کو کتنا عظیم سمجھتی ہے۔ اس لئے وہ چیز تو چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ جو محبت منسلک ہوتی ہے۔ اس چیز کو بڑا قیمتی بنا دیتی ہے۔

بیوی تو محبت کی طلبگار ہوتی ہے۔ اس کو خاوند سے محبت ہی تو چاہیے ہوتی ہے۔ اس نے کوئی زیورات کو چوسنا تھوڑی ہوتا ہے۔ یا گھر کی چیزوں کو اس نے کہاں لے کر جانا ہوتا ہے۔ اس کو تو ہر چیز میں محبت ہی چاہیے ہوتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے اتنی محبت تھی کہ اس نے ہر چیز کا نام یوسف ہی رکھ دیا تھا۔ گھر کی ہر چیز کو یوسف کہہ کر پکارا کرتی تھی۔ یہی بیوی کا بھی معاملہ ہوتا ہے۔ اسکو خاوند سے محبت ہوتی ہے کہ ہر چیز میں اس کو خاوند کی محبت نظر آتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ اسے وقتاً فوقتاً ہدیہ دیں گے۔ تو یہ ہدیہ آپس میں محبت

بڑھنے کا ذریعہ بن جائے گا۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

اور ویسے بھی حدیث پاک میں فرمایا گیا۔ سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان اپنے بیوی اور بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ علماء نے لکھا کہ اگر انسان اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو بھی اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا بیوی کو کوئی چیز لے کر دینے سے ثواب ملتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جب صدقہ میں سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے بیوی اور بچوں پر خرچ کرے تو پھر معلوم ہوا کہ یہ چھوٹا سا تحفہ صرف بیوی کو ہی پسند نہیں آئے گا بلکہ پروردگار کو بھی پسند آئے گا کہ میرے بندے نے اپنے گھر میں محبت کی فضا قائم رکھنے کے لئے اپنے ان رشتوں کو جوڑنے کے لئے جن کو جوڑنے کا میں نے حکم دیا، میرا بندہ تھوڑا سا خرچ کر کے آیا ہے۔ تو سوچیے تو سہی ایک تو اللہ تعالیٰ راضی ہوئے کہ پروردگار نے صلۂ رحمی کا حکم دیا۔ اور صلۂ رحمی کی سب سے بہترین مستحق انسان کی بیوی ہوتی ہے جو زندگی کی ساتھی ہوتی ہے۔ تو یہ تحفہ دینا اللہ تعالیٰ کی خوشی کا بھی سبب بنتا ہے اور بیوی کی خوشی کا بھی سبب بنتا ہے۔ اور بیوی جب خوش ہوتی ہے تو پھر خوشیاں تو انسان کو ملتی ہیں۔ شاید دینا اتنا زیادہ نہیں ہوتا جتنا رٹرن انسان کو زیادہ مل جاتا ہے۔

تو چالاک خاوند اس کام کو بہت اچھی طرح کرتے ہیں تاکہ ان کو بیوی کی طرف سے بھی محبت ملے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم بھی ہے اور اللہ کے محبوب کا بھی حکم ہے۔ ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔ تو گویا حدیث پر بھی عمل ہوا۔ اس کو کہتے ہیں "آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام"۔ یعنی آم بھی مل گئے اور گٹھلیوں کے دام بھی مل گئے۔ اللہ اور اس کے رسول بھی راضی ہو گئے اور بیوی کے دل میں بھی محبت پیدا ہو گئی۔

اسلام محبت پھیلانے والا دین ہے

اس کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم سمجھ کر یا نبی علیہ السلام کی سنت سمجھ کر وقتاً فوقتاً کرنا چاہیے تاکہ گھروں سے نفرتیں اور جھگڑے نکل جائیں۔ شیطانیت اور ہر وقت کی محاذ آرائی گھروں سے نکلے۔ اس گھر کے اندر کیا رحمتیں آئیں گی کہ جس گھر کے اندر ہر روز میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ بحث و مباحثہ کر رہے ہوں...... ذرا سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے...... نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی جو رات ہے اس کا علم عطا کر دیا تھا کہ فلاں رات کو لیلۃ القدر ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ اس نیت سے گھر سے باہر نکلے کہ میں اپنی امت کو بتا دوں کہ لیلۃ القدر یہ ہوتی ہے۔ آپ ابھی مسجد نبوی کی طرف چل رہے تھے تو راستے میں دیکھا کہ دو صحابہ کسی بات پر آپس میں بحث مباحثہ کر رہے تھے۔ جب آپ قریب سے گزرے تو بحث کی آواز آپ کے کان میں پڑی تو آپ اس بات کو بھول گئے کہ لیلۃ القدر کی پہچان کیا بتائی گئی تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا دو شخص کے جھگڑوں نے امت کو لیلۃ القدر کی پہچان سے محروم کر دیا۔ اب سوچئے کہ جب دو بندوں کا بحث مباحثہ اتنی بڑی رحمت کے محروم ہونے کا سبب بن جاتا ہے تو جس گھر میں روز ہی میاں بیوی میں چیخ چیخ ہو رہی ہو اور ساس بہو کے جھگڑے ہو رہے ہوں تو پھر اس گھر پر اللہ کی رحمت کیسے آئے گی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں کو محبت اور پیار کا گہوارہ بنائیں۔ یہی چیزیں اسلام کا حسن ہے۔ یہ دین فطرت ہے۔ جس گھر میں اسلام زندہ ہوگا اس گھر میں نبی علیہ السلام کی محبتیں زندہ ہوں گی۔ اس لئے کہ دین اسلام کا مقصد ہے۔ ’’میرا پیغام ہے محبت جہاں تک پہنچے‘‘ یہ تو محبتیں تقسیم کرنے والا دین ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کو دین اسلام کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

(۵) بیوی سے محبت وملاطفت کا اظہار کریں

پانچواں اور بہترین اصول یہ ہے کہ انسان اپنی بیوی سے محبت والفت کا اظہار کرتا رہے۔ کوئی ایسی بات کرے یا کوئی ایسا کام کرے کہ بیوی کو شوہر کی محبت کا احساس پہنچے۔ زبان سے دو میٹھے بول بول دینے سے بیوی کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور وہ سوچتی ہے کہ میرے خاوند کو واقعی مجھ سے بہت محبت ہے۔ جب خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت نہیں دے گا تو بیوی کا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر آباد نہیں کرے گی۔ افسوس کہ آج ہم اپنے گھروں میں ایسا رویہ رکھتے ہیں۔ جیسے کوئی جابر حاکم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو بڑے بڑے دیندار ہوتے ہیں وہ بھی اپنی بیویوں کے ساتھ انتہائی خشک رویہ رکھتے ہیں، یہ بات بالکل درست نہیں۔ لطف ومحبت کو غالب رہنا چاہیے۔

چنانچہ روایات میں ایسا بھی آیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ توڑ کر ڈالتے۔ اب یہ منہ میں لقمہ دینا کھانے کے دوران دیکھنے میں چھوٹی سی چیز ہے مگر اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت

نبی علیہ السلام گھر میں کتنی محبت فرماتے۔ ذرا سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔ خاوند لوگ اس بات کو پلے باندھ لیں۔ اللہ کے پیارے محبوب کی کتنی پیاری سنت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ ذمہ داری کے ساتھ یہ روایت بیان کر رہا ہوں کہ نبی علیہ السلام ایک دن گھر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ اللہ کے محبوب نے دور سے دیکھا فرمایا، اے حمیرا! نبی علیہ السلام نے حمیرا لفظ اس لئے کہا کہ آپ ان کو پیار سے حمیرا

کہا کرتے تھے۔ حالانکہ نام تو ان کا عائشہ تھا۔ مگر کبھی کبھی آپ پیار سے حمیرا کہتے تھے۔

یہاں سے ایک بات اور نکلی کہ بیوی کو ایک ایسے نام سے پکارنا جس کو بیوی بھی پسند کرے خاوند بھی پسند کرے، یہ سنت ہے۔ اس لئے کہ یہ بورڈ ہے خاوند کی محبت کا۔ جب تک بیوی کو خاوند اس نام سے پکارتا ہے، اسکو پیار کا Message (پیغام) پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی نام جس کو دونوں پسند کریں وہ پکارنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ خاوند کوئی لفظ بولے اور بیوی کے تن بدن میں آگ لگ جائے۔ یہ سنت نہیں بلکہ یہ تو ایذا رسانی ہوگی۔ تو کوئی ایسا پیار کا نام کہ جس کو خاوند بھی پسند کرے اور بیوی بھی پسند کرے وہ پکارنا چاہیے کہ اس میں ایک طرح سے محبت کا اظہار ہے۔ یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا حمیرا! عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ! حکم فرمایئے، آپ نے فرمایا تم جو پانی رہی ہو اس پانی میں سے کچھ تھوڑا سا میرے لئے بھی بچا دینا۔ اب ذرا سوچئے کہ پانی کی کوئی کمی تو نہیں تھی، اور پانی بھی آ سکتا تھا مگر محبت تو کچھ اور چیز ہے۔ اللہ کے محبوب سکھانا چاہتے تھے اپنی امت کو کہ گھر میں بیوی کے ساتھ یوں محبت اور پیار کے ساتھ رہا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا، تھوڑا سا پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ ارے! عام طور پر دستور تو یہ ہے کہ بزرگوں کا بچا ہوا برکت کے لئے پیتے ہیں، مگر یہاں عجیب معاملہ دیکھ رہے ہیں۔ اپنی بیوی کو فرما رہے ہیں میرے لئے پانی بچا دینا، حالانکہ برکتیں تو نبی علیہ السلام کی ذات مبارک میں تھیں، رحمت اللعالمین آپ تھے، خاوند آپ تھے، مرشد آپ تھے، سب برکتیں آپ میں تھیں مگر محبت کی بات ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عائشہ! کچھ میرے لئے پانی بچا دینا۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا پانی بچا دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام قریب تشریف لائے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں

میں وہ پیالہ لے لیا آپ چاہتے تھے کہ وہ پانی پئیں لیکن نبی علیہ السلام رک گئے۔ فرمایا حمیرا! تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم نے کس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیالے کے کنارے کی نشاندہی کی کہ اے اللہ کے محبوب! میں نے یہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور عین اسی جگہ اپنے لب مبارک لگائے اور پانی نوش فرمایا۔ دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار محبت۔

دینداروں کیلئے لمحہ فکریہ

افسوس کہ ہم نے دین کو سمجھا ہی نہیں۔ آج ہم شریعت وسنت کے مطابق ظاہر تو بنا لیتے ہیں مگر گھر کے اندر جا کر اتنا آگ بگولہ بنے ہوتے ہیں کہ بیوی بے چاری سہمی ہوئی ہوتی ہے اور ہم اس کو دینداری سمجھتے ہیں۔ ہم باہر بڑے واعظ ہوتے ہیں، بڑے عالم ہوتے ہیں اور بڑے فقیر ہوتے ہیں۔ مگر گھر میں بیوی خون کے آنسو رو رہی ہوتی ہے۔ یہ دینداری بھلا کس کام کی کہ زندگی کے ساتھی تک دین نہ پہنچا سکے۔ اس لئے کئی لوگوں کو دیکھا کہ باہر وہ کتنے دیندار ہوتے ہیں مگر گھر میں ان کی بیوی بد دین بن رہی ہوتی ہے۔ کس لئے؟ اس لیے کہ ان کی شخصیت کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے کیونکہ فقط ان کے پاس قال ہوتا ہے حال نہیں ہوتا۔ باتیں دین کی بڑی کرتے ہیں مگر گھر میں دین پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے دینداروں کی بیویاں ہرگز اپنے بچوں کو دین نہیں پڑھاتیں بلکہ دین سے متنفر کر دیتی ہیں۔ جب وہ خود نفرت کرتی ہیں ایسے بندے سے جس کے پاس دین کی باتیں تو بہت ہیں مگر اس کے پاس اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کو بچوں کے سامنے ڈانٹ دینا، بیوی کو بے عزت کر دینا اور اس کی عزت نفس کو مجروح کر دینا۔ جیسے اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اگر گھر میں ہم اس طرح

رہیں گے تو پھر اس طرح گھر میں دین نہیں آئے گا۔ باہر ہم ساری دنیا میں دین پھیلا پائیں گے مگر گھر میں دین داخل نہیں ہو سکے گا۔ اسلئے خاوندوں کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ السلام کی ان مبارک سنتوں کو پلے باندھیں۔

اللہ کے محبوب گھر کے اندر محبت و پیار سے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گھر کے اندر دین اتنا تھا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری عائشہ تو آدھا دین ہے۔ یعنی آدھا دین جو باہر کی زندگی سے متعلق تھا صحابہ نے سمجھا اور آدھا دین جو ازدواجی زندگی سے متعلق ہے وہ دین میری بیویوں نے سیکھا اور انہوں نے امت تک پہنچایا۔ تو جب انسان بیوی کو ایسا پیار دیتا ہے تو یوں سمجھیں کہ بیوی پھر آدھا دین بن جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں چاہیے کہ بیوی کے ساتھ محبت کا اظہار کریں۔

اب آج کفر کی دنیا اپنے گھروں کے ماحول کو اچھا رکھنے کے لئے کبھی کسی کو ہنی کہہ دیتی ہے اور کبھی سویٹی کہہ دیتی ہے۔ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کرنا جس سے بیوی کے دل میں محبت پیدا ہو اس سے سنت کا ثواب بھی ملے گا اور اس پر گھر کے اندر محبتوں کا ماحول بھی پیدا ہوگا۔ تو بیوی سے محبت کا اظہار کر دینا یہ سنہری اصول ہے۔ اس کو مرد اپنی کمزوری نہ سمجھے بلکہ اپنی عظمت سمجھے کہ میں اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کروں گا تو وہ مجھ محبت کرے گی۔ کئی خاوند شاید یہ سوچتے ہوں کہ ہم اگر محبت کا اظہار کر دیں گے تو بیوی کہیں سر پر ہی نہ چڑھ جائے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بیوی کو اعتدال میں رکھنا یہ تو خاوند کے بس میں ہوتا ہے۔ جو سر پر چڑھنے والی ہوتی ہیں وہ دیندار نہیں ہوا کرتیں اور جو دیندار ہوتی ہیں انہوں نے قرآن میں پڑھ لیا ہوتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ لہٰذا وہ بات مان کے چلنے والی ہوتی ہیں۔ اور خاوند کو ہمیشہ بڑا بنا کر رکھتی

ہیں۔ اللہ اکبر......

(۶) دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کریں

چھٹا سنہری اصول یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کرے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے اجر کا باعث بن جاتا ہے۔ دین یہ تو نہیں کہتا کہ ہر وقت خشک مزاج ہی رہو۔ لطافت و ظرافت بھی انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو دوسروں کے اندر اکتاہٹ اور وحشت پیدا ہونے لگتی ہے۔

نبی علیہ السلام کے بعض واقعات

یہ بھی نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ آپ نے ان کو پیار کی نظر سے مسکرا کر دیکھا۔ پوچھا، اے اللہ کے محبوب! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عائشہ تم مجھے ایسے پسند ہو جیسے کھجور اور شہد کو ملا کر کھانا پسند ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بڑی خوش ہوئیں اور فوراً آگے سے جواب دیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے ایسے مرغوب ہیں جیسے شہد اور مکھن کو کھانا مرغوب ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمانے لگے، تمہارا جواب بہت اچھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بیوی کے ساتھ اس طرح دل لگی کی باتیں کرنا۔ یہ بھی گھر کے ماحول کو دین پر رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ کیا ضرورت پڑی تھی کہ اللہ کے نبی بیوی کو یوں الفاظ کہتے اور بیوی آگے سے یہ الفاظ کہتی۔ اب دیکھیے کہ بیوی نے محبت کا کیسے اظہار کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے شہد اور مکھن ملا کر کھانے سے زیادہ مرغوب ہیں۔ اور واقعی ہم نے دیکھا کہ

دسترخوان پر شہد اور مکھن ہو تو ہر بندہ ہاتھ آگے بڑھاتا ہے کہ ناشتہ تو میں اسی کے ساتھ کروں گا۔ معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ جب انسان بیٹھا ہو تو دل لگی کی چند باتیں کرنے سے گھر کے اندر محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اب آپ کو نبی علیہ السلام کی اپنی زوجۂ مبارکہ سے دل لگی کی ایک اور بات بتاتے ہیں۔ نبی ﷺ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ باہر نکلے تاکہ قضائے حاجت سے اہلیہ فارغ ہو جائے۔ اس وقت گھروں میں یہ ٹائلٹ وغیرہ نہیں ہوتے تھے بلکہ باہر ویرانے میں جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتے تھے۔ اللہ کے نبی جب ذرا ایک کھلی جگہ پر پہنچے تو فرمانے لگے، عائشہ! کیا تم اور میں آپس میں دوڑ نہ لگائیں۔ دیکھئے کہ اللہ کے پیغمبر ہیں، خوف خدا ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، خشیت الٰہی ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، وہ کائنات کے سب سے بڑے زاہد بھی ہیں، عابد بھی ہیں، ان کے اندر توکل بھی ہے، ہر صفت کائنات میں سب سے زیادہ اللہ نے ان کے اندر رکھی، مگر دیکھئے کہ اللہ کے محبوب بیوی کو فرما رہے ہیں کہ کیا ہم اکٹھا دوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ اب نبی ﷺ اپنی اہلیہ کے ساتھ دوڑ لگا رہے ہیں۔ جب دوڑ لگائی تو نبی علیہ السلام نے خود ان کو آگے بڑھنے دیا۔ چونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرا ہلکی پھلکی بھی تھیں۔ وہ جب دوڑیں تو نبی ﷺ سے آگے نکل گئیں اور بڑی خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے نبی! میں آگے بڑھ گئی۔ نبی علیہ السلام نے ان کو خوش ہونے دیا۔ مقصد کیا تھا؟ اس کا دل خوش ہو جائے۔ دل لگی اصل مقصود تھی۔ پھر نبی علیہ السلام واپس تشریف لے آئے۔ جب کچھ عرصہ اور گزر گیا تو ایک دن پھر اسی طرح عشاء کے بعد باہر نکلے، ذرا ویرانے کی جگہ پر پہنچے۔ اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وزن بھی کچھ بڑھ گیا تھا۔ نبی علیہ السلام نے اس بات کو یاد رکھا۔ فرمایا عائشہ آج

پھرنا دوڑ لگائیں؟ فرمانے لگیں، اے اللہ کے نبی! دوڑتے ہیں۔ چنانچہ پھر دوڑے اب نبی ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ نے پیار سے فرمایا تلک بتلک . اے عائشہ! اس دن تو جیت گئی تھی اور آج میں جیت گیا، معاملہ برابر ہو گیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ہار کو بھی محبت سے قبول کرلیا۔ ان کو جیت کر بھی خوشی ہوئی تھی اور ان کو ہار کر بھی خوشی ہوئی۔ اصل تو محبت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نو عورتوں کو واقعات سنائے۔ یہ نو عورتیں آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنے اپنے خاوندوں کی صفات بتانا شروع کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں یہ کہا، دوسری نے یہ کہا، تیسری نے یہ کہا...... جب آپ ﷺ نے نو عورتوں کی باتیں بتا دیں تو فرمایا کہ جس عورت کا خاوند سب سے بہترین صفات کا حامل تھا میں اس سے بھی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوں ...... کیا آپ نے بھی اپنی بیوی کا دل خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کی ہیں۔ ہمارے ہاں ایسا تو نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خوش رکھنا اس کا فرض ہے اور اسے تنگ کرنا ہمارا فرض ہے۔

بعض دینداروں کا حال

آج کچھ صوفی لوگ اور کچھ دیندار وضع قطع رکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ گھر میں محبت و پیار کی کوئی ایسی بات کرنا شاید تعلق الی اللہ میں رکاوٹ ہے۔ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب کی سنتیں ہیں۔ ہم اسی طرح زندگی گزاریں۔ ایک صحابی نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ نبی اکرم ﷺ اپنے حسنین کریمین کو محبت سے پیار کر رہے تھے۔ بوسہ دے رہے تھے۔ اس آدمی نے حیران ہو کر دیکھا اور کہا کہ اے

اللہ کے نبی! میرے تو اتنے بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جس شخص کو اللہ دل کی رحمت سے محروم کر دے تو میں کیا کروں۔ معلوم ہوا کہ یہ تو ایک نعمت ہوتی ہے جو دل میں موجود ہوتی ہے۔لہٰذا یہ کوئی زن پرستی نہیں، یہ تو نبی علیہ السلام کی سنت کی پیروی ہے کہ گھر کے اندر آپ پیار و محبت کی فضا قائم کریں۔ سوچیں تو سہی اگر آپ بیوی کو خوش نہیں رکھتے تو پھر شیطان کتنے بڑے بڑے گناہ کرواتا ہے۔ بیوی خاوند پر الزام لگاتی ہے۔خاوند بیوی پر الزام لگاتا ہے۔ دونوں کو جھگڑوں سے فرصت نہیں ہوتی بچوں کی تربیت کی عمر گزر رہی ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت نہیں ہو پاتی۔ چنانچہ پوری نسل برباد ہو جاتی ہے۔ تو دیکھیں کہ ان مبارک سنتوں کو ترک کرنے کے کتنے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۷) تحمل اور درگزر سے کام لیا کریں

ساتویں بات جو سنہری اصول ہے۔ یہ کہ اگر انسان گھر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے یا بیوی سے کوئی کوتاہی ہو جائے۔ مثلاً اس نے کپڑے تیار کرنے تھے نہیں کر پائی، کھانا تیار کرنا تھا وقت پر نہیں کر پائی، کسی بچے کا کوئی کام سمیٹنا تھا نہیں سمیٹ پائی تو وہ سوچے کہ بیوی بھی انسان ہے، اگر وہ اچھے کام کرتی ہے تو اس سے اس قسم کی کوتاہیاں غلطیاں یا سستی بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال خاوند کو اپنا دل بڑا رکھنا چاہیے اور چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے اس لئے کہ جتنا دل بڑا ہوگا اتنا ہی انسان گھر کے اندر عظیم سمجھا جائے گا۔ جب انسان کسی کی غلطی کا بدلہ لے سکتا ہو، ڈانٹ پلا سکتا ہو، سزا دے سکتا ہو اور پھر اس کو معاف کر دے تو جس کو معاف کیا جاتا ہے اس کے دل میں عظمت بڑھ جایا کرتی ہے۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں پہ

نصیحت تو کر دینی چاہیے مگر ڈانٹ ڈپٹ ہر وقت نہیں کرنی چاہیے۔ پھر ڈانٹ ڈپٹ کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بیوی سمجھتی ہے کہ اس کا تو ہر وقت کام ہی یہی ہے، اس کو تو کوئی اور کام ہے ہی نہیں۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا۔ مثلاً کھانے میں اگر نمک زیادہ بھی ہو گیا تو یہ کام تو کسی انسان سے بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں اگر خاوند کو کام کرنے کو کہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ دن میں دس غلطیاں کرے گا اور بیوی کو دس مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جبکہ بیوی بیچاری دس میں سے نو کام ٹھیک کر کے دکھاتی ہے اور ایک میں غلطی ہوتی ہے تو خاوند اس کو بھی معاف بھی نہیں کرتا لہٰذا

To run a big show one should have a big heart.

بندے کو اچھا گھر چلانے کے لئے دل بھی بڑا کر لینا چاہیے۔

چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینے سے اور ان کو معاف کر دینے سے بیوی بچوں کے اندر Sence of Security زیادہ آتی ہے۔ اور پھر وہ زیادہ محبت کرتے ہیں۔ پیار سے سمجھا دینا چاہیے، اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ ہم نے بعض خاوندوں کو دیکھا نمک زیادہ ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، مرچ کم ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، روٹی کچی پکی ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ کوئی پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں جن کو زندگی گزارنے کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ کوئی جھگڑے نہیں بنانے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ انسان چھوٹی موٹی باتوں کو درگزر کر دے۔

معاف کر دینے کا نتیجہ

مولانا یعقوبؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں بعض کتابوں

میں پڑھا۔ (یا کوئی اور بزرگ تھے)۔ کہ ان کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے بڑے بڑے باغات میں ہیں۔ پوچھا کہ آپ کو اللہ نے جنت عطا فرما دی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا کونسا عمل پسند آ گیا۔ وہ فرمانے لگے، میرے اور عمل تو کوئی پیش ہی نہیں ہوئے تھے، ایک مرتبہ گھر میں کھچڑی بنی تھی مگر اس میں نمک زیادہ تھا۔ میں نے دل میں سوچا بیوی کو کیا اس پر تنقید کرنا، چلو پکا بیٹھی چنانچہ میں نے سر جھکا کے اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کو کھا لیا۔ پروردگار کو میرا یہ عمل پسند آیا۔ فرمایا تو نے میری نعمت کی قدردانی کی، تو اس بات کا مستحق ہے کہ میں تجھے اور نعمتیں عطا کروں۔ لہٰذا رب کریم نے مجھے جنت کی نعمتیں عطا فرما دیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کتنی اچھی بات ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر کا حیرت انگیز واقعہ

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک باورچی آیا۔ وہ اس لئے آیا تھا کہ بادشاہ کا باورچی بنوں گا تو خوب میرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ مگر وہ تو ٹوپیاں سیتے تھے اور قرآن مجید لکھتے تھے اور اس کی آمدنی سے تھوڑی سی روٹی کھا لیتے تھے۔ بیت المال کا پیسہ ہرگز نہیں لیتے تھے۔ کسی بزرگ کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے کی صحبت میں رہے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بڑے درویش صفت تھے اگرچہ وقت کے بادشاہ تھے۔ گھر کے اندر بس تھوڑی سی روٹی کھچڑی بن جاتی تھی وہی کھا لیتے تھے۔ اب یہ باورچی تنگ آ گیا کہ میں یہاں سے کیسے جان چھڑاؤں۔ چنانچہ اس نے ترکیب سوچی۔ ایک دن اس نے نمک زیادہ کے ڈال دیا مگر کیا دیکھا کہ بادشاہ سلامت آئے اور انہوں نے کھانا آرام سے کھا لیا اور کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ کیوں نہیں کچھ کہا، انہیں تو مجھے نکال

دینا چاہیے تھا۔ خیال آیا شاید ان کو زیادہ نمک کا پتہ نہیں چلتا انکی طبیعت زیادہ نمک پسند کرتی ہے۔ چنانچہ اگلے دن اس نے نمک ڈالا ہی نہیں۔ انہوں نے اس کو بھی کھالیا اور کچھ بھی نہ کہا اور چلے گئے۔ یہ بڑا حیران ہوا۔ تیسرا دن اس نے نارمل کھانا بنایا۔ انہوں نے کھالیا اور اس دن باورچی کو بلا کر کہا کہ بھئی ایک دن نمک زیادہ تھا ایک دن نمک بالکل نہیں تھا، آج نمک برابر ہے۔ آپ اپنا ایک اندازہ متعین کرلیں اور اتنا نمک روزانہ ڈال دیا کریں تاکہ تمہیں پکانے میں آسانی ہو۔ اس باورچی نے ہاتھ جوڑ کر کہا، حضرت! میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ حضرت میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ مجھے چھٹی مل جائے، مگر آپ تو ایسے ہیں کہ کھانے پہ اعتراض کرتے ہی نہیں۔ تو وقت کے بادشاہ نے ایسی درویشوں والی طبیعت پائی تھی۔ کہ کھانا کھا لیتے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کے اور اس میں اس قسم کی تنقید نہیں کیا کرتے تھے۔

اس وقت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا اچھا تمہیں دنیا چاہیے، تمہیں دنیا مل جاتی ہے۔ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا بچا دیا اور کہا کہ میری طرف سے فلاں کو جا کے ہدیہ دے دینا۔ وہ اس روٹی کے ٹکڑے کو لے کر گیا اور اس بندے کو ہدیہ دے دیا۔ وہ بندہ بادشاہ سے محبت کرتا تھا وہ خوش ہوا کہ بادشاہ سلامت نے مجھے ہدیہ بھیجا۔ چنانچہ اس نے لاکھوں دینار اس بندے کو تحفہ کے طور پر دے دیئے کہ آپ بادشاہ کی طرف سے میرے لئے ہدیہ لے کر آئے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا کہ دیکھو، یہ روٹی کا ایک ٹکڑا لاکھوں دینار سے زیادہ قیمتی ہے۔ تب اس کو پتہ چلا کہ اللہ والوں کی نظر کس بات پر ہوتی ہے۔

بتانے کا مقصد یہ تھا کہ گھر میں اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بات کا تبنگڑ بنا لینا اور خواہ مخواہ اس میں لڑائی جھگڑا بنا لینا بے وقوفی ہے اور اپنی زندگی برباد کرنے

کے مترادف ہے۔ گھر کا سکون لٹا دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا بڑے کو ہمیشہ چھوٹوں کی غلطیاں معاف کرنی ہوتی ہیں۔ خاوند کو اللہ نے بڑا رتبہ دیا۔ لہٰذا بڑا پن اسی میں ہے کہ چھوٹوں کی غلطیوں کو معاف کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم نے نبی علیہ السلام سے زیادہ معاف کر دینے والا کسی کو نہیں پایا۔ تو بندہ اللہ کے لئے جب کسی کو معاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی غلطیوں کو معاف کریں گے۔ مشہور واقعہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہوئی۔ کوئی بڑا گناہ تھا اگر معاف کر دیتا تو بھی ٹھیک تھا اور سزا کے طور پر طلاق دے دیتا پھر بھی ٹھیک تھا۔ اس نے کہا، کوئی بات نہیں غلطی کر بیٹھی ہے اور اب اس کو احساس ندامت ہے، چلو اللہ کے لئے اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ جب وہ آدمی فوت ہوا کسی نے دیکھا کہ جنت میں ہے۔ پوچھنے لگا، کیسے جنت میں ہو۔ کہنے لگا میں نے بیوی کی غلطی کو اس لئے معاف کیا تھا کہ اللہ کی بندی ہے غلطی کر بیٹھی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے میری ایک بندی کو میری بندی سمجھ کر معاف کیا تھا۔ آج میں تمہیں اپنا بندہ سمجھ کے معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حساب کتاب لیے بغیر مجھے جنت عطا فرما دی۔ تو جب انسان خود جو ہے معاف کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دیں گے۔

(۸) گھر میں شریعت کی پابندی کروائیں

آٹھواں اصول یہ ہے کہ شریعت کی پابندی خود بھی کیجئے اور اپنی بیوی کو بھی پیار محبت سے شریعت کی پابندی کے اوپر لے آیئے۔ جب آپ خود پابند ہوں گے اور ماڈل بن کر رہیں گے تو پھر آپ کی بیوی بھی آپ کی اتباع کرے گی اور وہ بھی شریعت وسنت کی پابند بن جائے گی۔

عام طور پر جب انسان آدھا تیتر آدھا بٹیر ہوتا ہے مگر بیوی سے یہ چاہتا ہے کہ وہ رابعہ بصری بن جائے تو پھر وہ بھی رابعہ بصری نہیں بنتی بلکہ وہ بھی کہتی ہے کہ جیسے تمہاری زندگی ویسے میری زندگی۔ اس پر جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہم گھر کے اندر شریعت وسنت کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی ذات سے یہ کام شروع کرنا چاہیے۔ پہلے خود اپنی زندگی کے اندر شریعت لاگو کریں۔ نبی علیہ السلام کی ظاہری و باطنی تمام سنتیں اپنائیں اور پھر گھر والوں کو بھی بتائیں تو یقیناً پھر گھر والے بھی اس عمل پر راضی ہوں گے۔ ہم تو اکثر یہ دیکھتے ہیں بیویاں بیچاری دعائیں کرتی پھرتی ہیں اور وظیفے کرتی پھرتی ہیں کہ ہمارا میاں نیک ہو جائے۔ وہ چاہتی ہیں کہ گھر میں نیکی کا ماحول ہو مگر خاوندوں کے اپنے مزاج عجیب ہوتے ہیں۔ باہر نوجوانی کے وہ کام کرتے پھرتے تھے اور ان کو فرصت نہیں ملتی برے دوستوں سے۔ اس لئے گھر کا ماحول نیکی والا نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ نے ہمیں گھر کی نعمت دی۔ اب گھر کے اندر شریعت کو لاگو کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنتوں کو زندہ کرنا، یہ خاوند کا فریضہ ہے۔ اگر اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوگا تو قیامت کے دن اپنے محبوب کو کیا چہرہ دکھائے گا۔ آج ہمارے گھر نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کی مذبح گاہیں بن چکے ہیں۔ کہیں بیوی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹا سنت پر چھریاں چلاتا ہے اور باپ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ آج دین کا غم کھانے والا کون ہے جو اپنے گھر کو نبی علیہ السلام کی سنتوں کا باغ بنائے، نمونہ بنائے اور یہ تبھی بنے گا جب خاوند خود سنتوں پر عمل کرے گا، ڈھونڈ ڈھونڈ کر عمل کرے گا۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سنتوں پر عمل کرے گا اور پھر اپنے گھر والوں کو بھی سنت کی ترغیب دے گا۔ اگر وہ اپنے بچوں کو بھی سمجھائے اور بیوی کو بھی سمجھائے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے

دلوں میں بھی دین کی عظمت ڈال دیں گے اور وہ بھی شریعت کے پابند ہو جائیں گے۔

بے پردگی کی نحوست

آجکل گھروں کے اندر پردے کا خیال خود خاوند نہیں رکھتے پھر یہ بیوی کو پردے پر کیسے تیار کر سکتے ہیں۔ بلکہ بڑی بڑی عمر کے غیر محرم نوجوان گھروں کے اندر نوکر رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو غلام کی مانند ہے۔ یہ سو فیصد حرام کام ہوتا ہے۔ غیر محرم کے سامنے بیوی بھی بے پردگی کی روزانہ مرتکب ہو رہی ہوتی ہے اور خاوند کے نامہ اعمال میں بھی روزانہ اکاؤنٹ لکھا ہوتا ہے۔ لہٰذا جس خاوند نے جوان مردوں کو گھر میں نوکر رکھ لیا، اس نے اپنے گناہ کا اکاؤنٹ کھول لیا۔ یہ سویا ہوا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے، یہ جاگ رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے، یہ مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور گھر میں بیوی کے سامنے نامحرم کام کر رہا ہوتا ہے لہٰذا اس کا گناہ کا اکاؤنٹ کھلا ہے۔ بھلا اس بے چارے کی نیکیاں کس کام آئیں گی۔ اس لئے علماء سے مسائل پوچھنے چاہئیں۔ بے پردگی کا معاملہ ان ملکوں میں بہت ہی زیادہ برا ہے۔ کبھی کبھی تو حیرت ہوتی ہے کہ شاید حرام کو حرام ہی نہیں سمجھتے۔ اس وجہ سے تو پھر روحانیت آگے نہیں بڑھتی۔ عورتیں بھی لکھتی ہیں مرد بھی لکھتے ہیں۔ حضرت یہ وظیفہ بھی کرتے ہیں، یہ وظیفہ بھی کرتے ہیں مگر اثر کوئی نہیں ہوتا۔ بھئی جب بے پردگی جب ہو رہی ہے تو اثر کیسے ہو۔ یہ تو اللہ کا حکم ٹوٹ رہا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے گھروں میں بے برکتیاں بھی ہوتی ہیں۔ آپس میں میاں بیوی کی ناراضگیاں بھی چلتی رہتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی نقصان بھی ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے حرام کو حرام نہ سمجھا۔ حرام اور حلال کو ایک جیسا بنا دیا۔ اس کی وجہ سے بھی مصیبتیں آتیں ہیں

ذرا ایک بات توجہ سے سن لیجئے گا۔ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے۔

انہوں نے اپنی زندگی کا واقعہ لکھا، فرمانے لگے۔ کہ ہمارے پڑوس میں ہمارے ایک دوست رہتے تھے۔ ان کی چھوٹی سی بچی تھی۔ وہ بچی ہمارے گھر میں پلی۔ میری بیوی نے اس کو پیار سے بیٹی بنالیا اور اس کو گھر میں پالا۔ وہ دن میں ہمارے گھر میں آتی جاتی رہتی تھی مگر رات کو اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میری روحانی کیفیات چھن گئیں۔ میں تہجد میں بہت روتا کہ یا اللہ! میری حالت کو لوٹا دے۔ ایک مرتبہ اپنے شیخ کے پاس گیا اور ان کو بتایا کہ حضرت اتنی محنت کرتا ہوں، معمولات باقاعدگی سے کرتا ہوں، اور گھنٹوں مراقبے کرتا ہوں۔ لیکن کیفیات میری چھن جاتی ہیں، پتہ نہیں کیا وجہ ہے۔ میرے شیخ نے فرمایا، کہیں نہ کہیں تم سے کبیرہ گناہ ہو رہا ہے جس وجہ سے یہ نعمت چھن جاتی ہے، سوچو تو سہی۔ کہنے لگے، میں نے سوچا لیکن میں نے اپنی زندگی میں ارادے سے کوئی کبیرہ گناہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا بات ہے، سوچ سوچ کر تھک گیا۔ بالآخر میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ میری اتنے عرصے کی محنت ضائع ہو رہی ہے اور میرے شیخ نے یہ بتایا ہے کہ کوئی گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ تو بیوی سے جب مشورہ کیا تو بیوی کہنے لگی، ہاں ایک گناہ ہو جاتا ہے۔ وہ کونسا؟ اس نے کہا کہ یہ جو ہمسائے کی بچی ہے، جسے ہم نے بیٹی بنایا ہوا، آپ کے لئے یہ ہے تو نامحرم اگرچہ آپ کو بیٹی کی طرح پیاری ہے۔ اور آپ کبھی ذرا بھی میلی نظر سے نہیں دیکھتے۔ یہ بچی کچھ عرصے سے جوان ہو چکی اور اس پر نماز فرض ہو چکی۔ چونکہ آپ کی اس پر نظر پڑتی ہے اس لیے اس کی بے برکتی ہے کہ آپ کی کیفیات چھن جاتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن سے اس بچی کو پردے کی تلقین کی۔ چنانچہ وہ بچی پردے میں رہنے لگی اور اللہ نے میری کیفیات مجھے واپس لوٹا دیں۔ جب یہ پردے کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ بے دھیانی میں بھی اگر نظر پڑتی ہے۔ بندے کے دل میں برا خیال ہو یا نہ ہو تو پھر بھی

اس کا اثر پڑتا ہے تو پھر جن گھروں میں جوان مرد کام کرتے ہیں اور عورتیں اس کو غیر محرم سمجھتی نہیں یا جوان عورتیں کام کرتی ہیں مرد اس کو غیر محرم سمجھتے ہی نہیں۔ تو پھر دل کی کیفیات کا کیا حال ہوگا۔ بہرحال یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مقامی علماء سے پوچھ لیجئے اور اس پر عمل کر لیجئے۔ اس لئے کہ قاصد نے تو بات پہنچا دینی ہوتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ

شریعت کی پابندی کروانا خاوند کی ذمہ داری ہے

تو یہ بھی ایک چیز ہے کہ گھروں کے اندر شریعت کی پابندی ہو۔ مخلوط محفلوں سے پرہیز کیا جائے۔ اگر دعوتیں بھی ہوں تو مرد مردوں کے ساتھ بیٹھ کے کھائیں۔ اگر اس میں غیر محرم ہیں اگرچہ قریبی رشتے دار ہیں۔ پھر بھی عورتیں عورتوں میں کھائیں۔ تو شریعت کی پابندی کرنا یہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ جب خاوند شریعت کے مطابق زندگی گزارے گا تو پھر گھر میں سکون ملے گا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب گھر میں شریعت نہیں ہوتی تو بے پردگی کی وجہ سے پھر اعتراضات نکلتے ہیں اور غلط فہمیاں ہوتی ہیں بلکہ شیطان کسی نہ کسی سے کوئی الٹا کام کروا دیتا ہے۔ اس سے جھگڑے بڑھتے ہیں اور سکون خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے ہم آپس میں تہیہ کر لیں کہ ہم نے شریعت کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی
جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو
تیرے عفو بندہ نواز میں

ہمیں کہیں سکون نہیں ملے گا۔ اگر سکون ملے گا تو گھر میں شریعت کی تابعداری والی زندگی میں سکون ملے گا۔ دلوں میں رحمتیں ہوں گی برکتیں ہوں گی۔

لہٰذا یہ ایک سنہری اصول ہے کہ میاں بیوی آپس میں طے کرلیں۔ ہم شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک بنا دیں گے۔ ماں باپ کا فرمانبردار بنا دیں گے۔ جب ماں باپ اپنے رب کے نافرمان ہوں گے۔ تو بھلا ان کی اولاد ان کی کیسے فرمانبردار بنے گی۔ حضرت فضلؒ تابعین میں سے ایک بزرگ تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی میں نے اس کا اثر یا اپنی بیوی میں یا اپنی باندی میں یا اپنی سواری کے جانور میں دیکھا۔ یعنی میں نے اللہ کے حکم کو ماننے میں سستی اور غفلت کی تو جو چیزیں میرے ماتحت تھیں انہوں نے میرا حکم ماننے میں کوتاہی کی۔ تو بات ایسی ہی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کریں گے تو نتیجے میں اولاد ہماری نافرمان بن جائے گی۔ لہٰذا بہترین گھر وہی ہیں جس میں شریعت وسنت کا قانون لاگو ہو اور اس کے مطابق زندگی گزاری جائے۔

(۹) میاں بیوی دونوں ایک وقت میں غصہ نہ کھائیں

دسواں اصول یہ ہے کہ میاں غصے میں آجائے تو بیوی کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ یا کسی وقت بات کرتے ہوئے بیوی غصے میں آجائے تو خاوند کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ یہ اصول بنالیں کہ ہم دونوں کبھی بھی ایک وقت میں غصے میں نہیں آئیں گے۔ اول تو غصے آنا ہی نہیں چاہیے اور اگر بالفرض انسان ہونے کے ناطے کوئی غصے میں آ بھی گیا کسی وجہ سے یا بات کرتے ہوئے اس کی آواز بلند ہوگئی اور چہرے پہ غصے کے آثار ظاہر ہونے لگے، اگر بیوی غصے میں آگئی تو خاوند کو عقل مندی کرنی چاہیے اور اس وقت جواب میں غصہ نہ کرنا چاہیے اور اگر خاوند غصے میں آگیا اور بیوی یہ سمجھتی بھی ہے کہ یہ ناحق غصہ کر رہا ہے تو اس وقت خاموش رہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی بات بتادے گی تو دیکھے گی کہ وہی خاوند جو پہلے اتنے غصے

میں تھا اب اتنا پیار کرنے والا بن گیا۔ لہٰذا انسان انسان ہے، طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی انسان کو غلط فہمی ہو جاتی ہے یا کبھی کسی وجہ سے ویسے ہی بیزاری آجاتی ہے تو یہ اصول بنالیں کہ دوسرا فریق غصے میں نہ آئے۔ اگر دھاگہ دونے پکڑا ہوا ہو اور دونوں مل کے کھینچیں گے تو پھر تو دھاگہ ٹوٹ ہی جائے گا اگر ایک کھینچے اور دوسرا ڈھیلا چھوڑ دے تو پھر دھاگہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ یوں ہی سمجھئے اگر خاوند غصے میں آگیا تو بیوی اب دھاگے کو کھلا چھوڑ دے، تھوڑی دیر کے بعد دیکھے گی کہ خاوند بھی نارمل ہو جائے گا اور آپس کا رشتہ بھی اسی طرح ٹھیک رہے گا۔ اگر بیوی غصے میں آگئی تو خاوند تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جائے اور اس وقت غصہ نہ کرے تو اس کے بعد دیکھے گا کہ بیوی کا غصہ دور ہو جائے گا۔

نبی علیہ السلام کی سنت

بیوی غصہ کرے تو خاوند کو چاہیے کہ اس سے پیار سے بات کرے۔ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت دیکھ لیجئے۔ ایک مرتبہ کوئی بات تھی جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غصہ آگیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کے کانوں کی لو کو ہاتھ لگا کے تھوڑا سا مسلا یعنی ان کو ہاتھوں کی انگلیوں میں لیا اور دبایا اور پیار سے فرمایا، اے منی سی عائشہ۔ کیونکہ وہ عمر میں آپ سے بہت چھوٹی تھیں۔ حالانکہ وہ اس وقت غصے میں ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کی کانوں کی لو کو اپنی انگلیوں میں پکڑ کے دبایا...... یہ محبت تھی، یہ پیار تھا۔ نبی علیہ السلام نے پیار سے ایسا کیا اور پھر فرمایا اے منی سی عائشہ، اے چھوٹی سی عائشہ! تو اپنے رب کے سامنے استغفار کر اور یہ دعا کر اللہ میرے غصے کو دور کر دے۔ نبی علیہ السلام کی یہ بات سن کر ان کا غصہ اسی وقت ختم ہو گیا۔

میاں بیوی کا غصہ شیطان کو خوش کرتا ہے

اگر میاں غصے میں آئے تو بیوی کو تحمل مزاجی سے کام لینا چاہیے۔ اور اگر بیوی غصہ میں آئے تو میاں کو تحمل مزاجی سے کام لینا چاہیے۔ اگر دونوں غصے میں آئیں گے تو شیطان خوش ہو جائے گا۔ اس لئے شیطان کا کام بنتا تب ہے جب میاں بیوی دونوں غصے میں ہوتے ہیں۔ بیوی بھی جلی کٹی سنا رہی ہوتی ہے اور خاوند بھی آگے سے دھمکیوں کے انبار لگا رہا ہوتا ہے۔ غصے میں آکر گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتیں ہیں۔

ایک نوجوان اس عاجز کے پاس آیا۔ کہنے لگا، حضرت! بس غلطی ہوگئی میں نے غصے میں بیوی کو طلاق دے دی۔ میں نے کہا، دنیا میں کوئی ایسا بندہ دکھاؤ کہ جس نے پیار میں آکر بیوی کو طلاق دی ہو۔ ارے میاں! طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے۔ تب اس کو احساس ہوا کہ میں کتنی بڑی غلطی کر بیٹھا لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ایک ہی وقت میں غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ ...صے میں آئے تو ...ر اتحمل مزاجی سے کام لے۔ یاد رکھنا کبھی ایک دوسرے ... ات کرنے کی عادت نہ ڈالیں۔ نرم اور پیارے لہجے میں بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ چیخ کر ایک دوسرے سے بات تب کی جاتی ہے جب گھر میں آگ لگی ہو اور ایک دوسرے کو بتانا ہو کہ گھر میں آگ لگ چکی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ایسا موقع نہیں ہوتا کہ جب میاں بیوی دونوں چیخ کے بات کریں۔ چیخ کے بات کرنے کا موقع ایک ہی ہے جب گھر میں آگ لگ چکی ہو اور گھر جل رہا ہو تب چیخ کر بتایئے کہ گھر میں آگ لگ چکی۔ اگر یہ کیفیت نہیں تو چیخ کر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے، پیار محبت سے باتیں کیجئے۔ بڑے سے بڑے مسئلے کا حل شریعت نے بتا دیا ہے کہ پیار محبت سے نکل آتا ہے۔ اتنی عقل تو اللہ نے بیوی کو بھی دی ہے کہ خاوند کو غصے

میں دیکھے تھوڑی دیر صبر کر جائے۔ اور خاوند کو بھی اللہ نے عقل دی۔ جب بیوی کا موڈ آف دیکھے تو تھوڑی دیر صبر کر جائے۔ پھر اللہ رب العزت شیطان کو درمیان میں دخل اندازی سے دفع کر دیتے ہیں۔ اور پھر زندگی میں پیار سلامت رہتا ہے۔

(۱۰) آپس میں ناراضگی کی حالت میں کبھی نہ سوئیں

اس کے بعد دسواں اصول یہ ہے کہ اگر کبھی کسی وجہ سے آپس میں Argument (بحث) ہو جائے یا آپس میں کوئی بات ہو جائے۔ اوّل تو ہونی ہی نہیں چاہیے۔ اگر فرض کرو ہو جائے تو اب میاں بیوی کو چاہیے کہ ناراض حالت میں کبھی نہ سوئیں۔ یہ جو ہوتا ہے نا کہ پہلے آپس میں کوئی بات چل رہی تھی، پھر ناراض ہو کر خاوند نے ادھر کروٹ لے لی، بیوی نے ادھر رخ کر لیا اور سمجھتے ہیں کہ ہم سو گئے، ہر گز نہیں یہ گھر بگڑنے کی ایک ابتدا ہوتی ہے۔ زندگی میں یہ فیصلہ کر لیجیے کہ ہم نے ہمیشہ کسی نہ کسی نتیجے پر متفق ہونے کے بعد سونا ہے۔ اگر کوئی بات آپس میں اختلاف رائے کی ہو جائے تو اول تو اس صحبت کے وقت میں اختلاف رائے کی باتیں ہی نہ کریں۔ اگر کوئی بات نکل بھی آئی، بیوی نے اعتراض کر دیا، خاوند نے اعتراض کر دیا اور آپس میں Argument (دلائل) چل پڑے تو جب تک ایک دوسرے کو سمجھا نہ لیں، جب تک ایک دوسرے کو منا نہ لیں اس وقت تک ناراضگی کی حالت میں سونا اپنے اوپر آپ ایسے سمجھیں کہ جس طرح حرام ہوتا ہے۔

اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بیوی اس حالت میں سوتی ہے کہ خاوند اس سے ناراض ہو، اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے خاوند کو منا نہیں لیتی تو بیوی کو چاہیے کہ وہ عقل کے ناخن لے کہ ایسی حالت

میں کیوں سو رہی ہے جبکہ خاوند اس سے ناراض ہے۔ اور آدمی سوچے کہ میری بیوی میری خادمہ ہے اس کے دل کو میں نے تکلیف پہنچادی، اس کا دل دکھی ہے تبھی تو ناراض ہے۔ اگر اس دکھی دل کو میں نے اس وقت نہ خوش کیا ایسا نہ ہو کہ کہیں اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے کہ تو نے اپنی بیوی کو خوش کیوں نہ کیا جبکہ اس کو خوش کرنے کا حکم شریعت میں دیا گیا۔ لہٰذا بیوی کو چاہیے کہ خاوند کو منا لے اور خاوند کو بھی چاہیے کہ بیوی کو منالے۔ ناراضگی کی حالت میں کبھی بھی نہیں سونا چاہیے۔ بلکہ ایسے وقت میں بھی یہی سوچنا چاہیے کہ

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

یہ تو زندگی اتنی چھوٹی ہے کہ اگر ساری زندگی محبت میں گزار دی جائے پھر بھی زندگی کا وقت تھوڑا ہے۔ پتہ نہیں لوگ نفرت کے لئے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں۔ نفرتوں کے لئے تو وقت ہے ہی نہیں۔ اس وقت کو محبتوں میں گزار دیجئے۔

میاں بیوی میں فقط جیت ہوتی ہے

اگر کبھی Argument (بحث و تکرار) ہو بھی جائے تو اصول بنا لیجئے کہ ہم نے ایک دوسرے سے ناراض ہو کر نہیں سونا۔ منا ہی لینا ہے، چاہے خاوند کو معذرت کرنی پڑے چاہے بیوی کو۔ موقع کے مناسب جو بھی ہو، دونوں کو ایک دوسرے سے معذرت کر لینی چاہیے۔ احساس کر لینا چاہیے اور ناراضگی کی حالت میں کبھی نہیں سونا چاہیے۔ اس لئے کہ جب ناراضگی کی حالت میں سوئیں گے تو شیطان کو دلوں میں نفرتیں ڈالنے کا بیج مل جائے، اور بیج کو پانی دے گا اور پھر دلوں میں نفرتیں بڑھتی چلی جائیں گی۔ اسلئے جب ناراضگی ہو تو ایک دوسرے کو کوئی شعر سنا دیں۔ جیسے کسی شاعر نے کہا۔

ے اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پے ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کرلیں

تو یہ بات اگر انسان کر لے کہ بھئی ہار جیت تو ہم کل پر اٹھا رکھتے ہیں۔ اس Argument (بحث) کا فیصلہ کل کرلیں گے، آج دوستی کرلیں۔ آج محبتوں سے وقت گزار لیتے ہیں۔ تو جب اس طرح آپس میں محبت و پیار سے میاں بیوی وقت گزاریں گے تو نفرتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور واقعی میاں بیوی میں تو ہار ہوتی نہیں۔ یقین جانئے کہ میاں بیوی میں تو جیت ہی جیت ہوتی ہے۔ یہ بیوی کی جیت ہے کہ اس نے خاوند کو قریب کرلیا اور خاوند کی جیت ہے کہ اس نے بیوی کو قریب کر لیا۔ لہذا میاں بیوی کے درمیان ہار نہیں ہوتی۔ میاں بیوی کے درمیان فقط جیت ہوتی ہے۔ جس نے بھی معافی مانگ لی گویا اس نے جیت لیا، کیا جیت لیا؟ دوسرے کا دل جیت لیا۔ تو معافی مانگنا ہار نہیں، معافی مانگنا تو جیت ہے۔ اب بیوی جیتے یا خاوند جیتے اللہ کرے دونوں جیت جائیں اور محبت و پیار کی زندگی گزاریں۔

لہذا ہمیں ازدواجی زندگی کے ان سنہری اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے اور اگر بالفرض کوئی ایسی بات ہے کہ آپس میں کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا۔ پھر بھی معاملہ کو آپ کل پر اٹھا رکھئے اور اس دن آپس میں ایک دوسرے سے خوش ہو جائیے۔ یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں ناکہ

Let us agree upon this agree in tonight

چلو آج ہم اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں۔ کہ آج ہم اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔

یہ بھی تو Agreement (راضی نامہ) ہی ہے۔ تو اس سے ہی چلو بات کو

کلوز کرلیا کریں۔ مقصد یہ کہ جب بھی کوئی بات چیت ہو بالآخر اس کا نتیجہ آپس میں محبت پر نکلنا چاہیے۔ اس کو Unsolved چھوڑنا کر ناراض حالت میں نہیں سونا چاہیے۔

رب کریم ہمیں ان سنہری اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شاید یہ ٹاپک کل کا دن بھی کچھ اور آگے چلے گا۔ اللہ رب العزت ہمیں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمادے۔ اور ہمیں دنیا میں اللہ تعالیٰ عزتوں بھری اور خوشیوں بھری زندگی نصیب فرمادے اور قیامت کے دن ہمیں اپنے محبوب کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام عطا فرمادے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین .

☆☆☆☆☆